وفاق کی مجلس عاملہ کے قابل ستائش فیصلے

مولانا محمد ازہر

۱۱ستمبر۲۰۰۵ء کو وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی جمع مسجد دارالسلام میں ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' پاکستان کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا، ''لائحہ عمل'' کے نکات کی اہمیت اور وسیع مشاورت کے پیش نظر ''وفاق'' کی قیادت نے ارکانِ عاملہ کے علاوہ ملک کی دیگر اہم اور صائب الرائے شخصیات کو بھی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ اجلاس کی کارروائی سے اندازہ ہوا کہ ارکانِ عاملہ کے علاوہ دیگر اہل علم وفضل کو مدعو کرنے کا فیصلہ انتہائی صائب اور برمحل تھا۔ان شخصیات میں قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن اور سینیٹر مولانا سمیع الحق بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

ایجنڈا کے اہم نکات میں نئے ترمیمی آرڈیننس مجریہ ۲۰۰۵ء کے تحت مدارس کی رجسٹریشن، دینی اسناد کی قانونی حیثیت، غیر ملکی طلبہ کی ملک بدری اور ''انٹر مدرسہ بورڈ'' کی حکومتی تجویز پر غور وخوض تھا۔ نئے ترمیمی آرڈیننس کے تحت مدارس کی رجسٹریشن کا مسئلہ تمام مسائل پر حاوی رہا۔حکومت کے پرزور اصرار اور معروضی حالات کے پیش نظر ''وفاق'' کی قیادت کا جھکاؤ اس طرف تھا کہ ترمیمی آرڈیننس کے ابہامات اور تحفظات کے ازالے کے بعد رجسٹریشن کروانے میں کوئی حرج نہیں لیکن جب اس رائے پر عمومی بحث ہوئی اور دیگر اہل علم وفضل کی اختلافی آراء بالخصوص مولانا فضل الرحمٰن کا مدلل مؤقف سامنے آیا تو متفقہ طور پر رجسٹریشن نہ کرانے کے مؤقف کو ترجیح دی گئی۔اس سلسلے میں مولانا فضل الرحمٰن کا کہنا تھا کہ ۱۸۶۰ء کے سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کرانے سے ہمیں قطعاً انکار نہیں ہے۔اب تک مدارس اور مساجد کی رجسٹریشن اسی ایکٹ کے تحت ہوتی رہی ہے لیکن اب اس میں ۲۱ویں سیکشن کا اضافہ صرف مدارس کی آزادی وخودمختاری کو سلب کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ یہ ایک امتیازی قانون ہے جس کا نشانہ صرف دینی مدارس کو بنایا گیا ہے۔ دیگر دنیوی تعلیمی اداروں پر اس طرح کی کوئی پابندی نہیں، اس سیکشن کا مقصد مدارس کے تعلیمی اور مالیاتی نظام کو مکمل طور پر مفلوج کرنا ہے۔اس لیے میں صدر الوفاق سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آج برملا یہ اعلان فرمادیں کہ ہم حکومتی پابندیاں قبول کرنے کی بجائے درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھانے کو ترجیح دیں گے اور حکومت کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کے مقابلے میں ایک ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹا کر تحفظِ دین کے لیے کام کرنے کو زیادہ اہمیت دیں گے۔اگر اہلِ علم وفضل اور اصحابِ عزیمت اس ایثار وقربانی اور بے نفسی کے لیے تیار نہیں تو پھر انہیں تسلیم کرنا چاہیے کہ ان کے اکابر نے جو چشمۂ فیض ان مدارس کی شکل میں جاری کیا تھا، اب اس میں سیرابی کی صلاحیت نہیں رہی۔

مولانا فضل الرحمٰن کے اس پر جوش اور ولولہ انگیز خطاب کے بعد صدر الوفاق حضرت مولانا سلیم اللہ خان نے مختصر مگر پر مغز خطاب میں فرمایا کہ ۱۹۸۱ء سے ہمارے بزرگوں نے جو امانت ہمارے سپرد کی ہے، ہم نے اس بار امانت کی حفاظت کی ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امانت کی حفاظت میں ہمیں کامیابی عطا فرمائی ہے۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ مذاکرات میں نشیب وفراز آیا کرتے ہیں، کسی بات پر غور وفکر کا مطلب اسے قبول کرنا نہیں اور آخری گزارش یہ ہے کہ ہم نے رجسٹریشن قبول کرنے کی بات نہیں کی، صرف مشاورت کی بات کی ہے۔ چونکہ مجلس عاملہ اور دیگر اہل علم کی رائے یہی ہے لہٰذا ہم بالاتفاق نئے ترمیمی آرڈی نینس کے تحت مدارس کی رجسٹریشن کے امتیازی قانون کو مسترد کرتے ہیں۔ جب تک اہلِ مدارس کے اشکالات دور نہیں ہو جاتے ہم رجسٹریشن نہیں کروائیں گے۔

حضرت صدر الوفاق کے اس اعلان کی مجموعی طور پر تمام ارکانِ اجلاس بالخصوص مولانا سمیع الحق، مولانا محمد زرولی خان، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا محمد حنیف جالندھری نے تائید وتحسین فرمائی۔

سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ کی روشنی میں دینی اسناد کی قانونی حیثیت کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ وفاق المدارس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری نے کہا کہ اگرچہ فی الحال یہ فیصلہ بلدیاتی انتخابات کے تناظر میں سامنے آیا ہے لیکن مستقبل میں حکومت اسے اپنے سیاسی مخالفین کو دباؤ میں رکھنے کے لیے استعمال کر سکتی ہے جب کہ ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ مسئلہ سیاسی نہیں بلکہ دینی اسناد کی اہمیت، حیثیت اور عظمت کا ہے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کی بنیاد یہ ہے کہ ۱۹۸۲ء میں جب حکومت نے ان اسناد کو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے برابر تسلیم کیا تھا تو اس نوٹیفکیشن میں ''صرف تدریسی مقاصد کے لیے'' کی تصریح تھی لہٰذا یہ سند الیکشن کے لیے ایم اے کے مساوی تصور نہیں کی جائے گی جب کہ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ جب یہ سند منظور کی گئی تھی اس وقت الیکشن میں حصہ لینے کے لیے تعلیم یا سند کی شرط ہی نہیں تھی۔ تعلیم کی شرط ۲۰۰۲ء میں عائد کی گئی، لہٰذا فیصلہ کرتے وقت سپریم کورٹ کو یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے تھی۔ اس کے علاوہ سپریم کورٹ نے ''وفاق المدارس'' یا الیکشن کمیشن کا مؤقف سنے بغیر یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ اگر سپریم کورٹ ہمارا مؤقف سن کر فیصلہ دیتی تو وہ حقائق پر زیادہ چسپاں ہوتا۔ لہٰذا اب ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ اس نوٹیفکیشن سے ''صرف تدریسی مقاصد کے لیے'' کے الفاظ حذف کرے اور دینی اسناد کو بلا امتیاز ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات کے برابر تسلیم کرے۔ قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن نے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ان اسناد کی آڑ میں جہاں تک ہمارے اوپر سیاسی دباؤ کا تعلق ہے، ہم نے حکومت پر واضح کر دیا ہے کہ ہم دباؤ کی صورت میں ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، ہم اسمبلی کی رکنیتوں کو قربان کریں گے مگر دینی اسناد کی عظمت کا ہر قیمت پر تحفظ ودفاع کریں گے۔

مجلس عاملہ کے اس اجلاس میں غیر ملکی طلبہ کے اخراج کے حکومتی فیصلے کو غیر منصفانہ اور ظالمانہ قرار دیا گیا۔ اس سلسلے میں ناظم اعلیٰ وفاق نے بتایا کہ مکمل سفری دستاویزات اور وزارت داخلہ کا این او سی رکھنے والے غیر ملکی طلبہ کو دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت خود صدر جنرل پرویز مشرف نے دسمبر ۲۰۰۱ء میں دی تھی مگر جولائی کے لندن بم دھماکوں

کے بعد انھوں نے اپنے ہی وضع کردہ اصول اور طریقِ کار کے خلاف ملک میں ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ غیر ملکی طلبہ کو فوری طور پر ملک سے نکل جانے کا حکم دیا حالانکہ ان میں سے کسی کا نام، کسی بھی جرم میں، کسی بھی تھانے میں، کسی بھی ایف آئی آر میں درج نہیں۔

مجلس عاملہ کے تمام ارکان اور اجلاس کے شرکاء نے غیر ملکی طلبہ کی ملک بدری کے فیصلے کو شدت پسندی سے تعبیر کیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ افغانستان میں طالبان کے دورِ حکومت میں کچھ تعلیمی ادارے نہیں کھل سکے تھے تو اس پر آج تک طعن وتشنیع کی جارہی ہے جب کہ ان غیر ملکی طلبہ پر علم کے دروازے بند کیے جارہے ہیں، انہیں تعلیم سے محروم کیا جارہا ہے مگر انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں مہر بلب ہیں۔ انھوں نے سوال کیا کہ کیا ان ڈیڑھ ہزار طلبہ کے اپنی تعلیم نامکمل چھوڑ کر چلے جانے سے پاکستان کو ایک اعتدال پسند اور روشن خیال ملک تصور کرلیا جائے گا؟

''وفاق'' کی مجلس عاملہ کے اس اہم ترین اجلاس کا یہ پہلو خوش آئند ہے کہ اس میں تمام فیصلے متفقہ طور پر کیے گئے۔ شرکاءِ اجلاس نے آزادی کے ساتھ اظہارِ خیال کیا مگر اختلافی آراء کسی افتراق کا سبب نہیں بنیں۔ بحمد للہ! وفاق المدارس کے اس مؤقف کی اصابت کو تسلیم کرتے ہوئے ''اتحادِ تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان'' نے بھی دینی مدارس کی رجسٹریشن کے نئے آرڈیننس کو مسترد کردینے کا اعلان کردیا ہے۔

☆☆☆

آپ کیا بن سکتے ہیں؟

آپ ایسا بن سکتے ہیں کہ آپ کا شہر نہیں پورا ملک بلکہ پوری امت اور ملت کی تقدیر بدل سکتی ہے، آپ وہ پارس بن سکتے ہیں کہ اگر آپ سے کوئی خدا کا باغی اور سرکش چھو جائے تو ولی کامل بن جائے، جس بستی میں آپ جائیں وہاں بہار آجائے، وہاں کا موسم اور فضا بدل جائے، یہ تاثیر آج بھی آپ کے اندر پیدا ہوسکتی ہے، آپ کی وجہ سے نہ جانے کتنی قومیں جنتی ہوسکتی ہیں، بے شک نبوت تو ختم ہوچکی! لیکن آپ آیۃ من آیۃ اللہ بن سکتے ہیں، حجۃ الاسلام، شیخ الاسلام بن سکتے ہیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نائبانِ رسول ہوسکتے ہیں، یہ سب چیزیں آپ کرسکتے ہیں لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ آپ عزم کریں، کیوں کہ آپ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں، صاحب کمال اور صاحب امتیاز بننے کے لیے مدرسے میں داخل ہوئے، اگر آپ کامیابی اور ترقی کا فیصلہ کرلیں تو اس کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کی مدد کرے گا، پورا نظام کائنات آپ کی مدد کے لیے وقف ہوجائے گا، آپ کا اولین فرض یہ ہے کہ آپ دلوں میں عزم وارادہ پیدا کریں، اس لیے کہ آپ کو بہتر سے بہتر بننا ہے.....ع:

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

(ملفوظات: مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)